السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ماسٹر صدیق صاحب کالاباغ ضلع ایبٹ آباد سے دریافت کرتے ہیں کہ "الصلوۃ خیر من النوم" کے الفاظ فجر کی پہلی اذان میں کہے جائیں یا دوسری اذان میں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہمارے ہاں بعض معاصر اہل علم کی جدید تحقیق یہی ہے کہ "الصلوۃ خیر من النوم" کے الفاظ صبح کی پہلی اذان میں کہے جائیں۔ اور حدیث میں جو اذان شب کا مقصد بیان ہوا ہے کہ اس اذان کے ذریعے سوئے ہوئے کو متنبہ کر دیا جائے، اس کا تقاضا بھی یہی معلوم ہوتا ہے لیکن سبیل المومنین کے طور پر امت میں جو شروع سے عمل چلا آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ان الفاظ کو دوسری اذان میں کہا جائے، اس کی بنیاد یہ ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''من السنة اذا قال المؤذن فی اذان الفجر حی علی الصلوۃ قال الصلوۃ خیر من النوم'' (صحیح ابن خزیمہ 1/202)

سنت یہ ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان میں "حی علی الصلوۃ" کہے تو اس کے بعد "الصلوۃ خیر من النوم" کہے۔ صحابی کا اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا حدیث مرفوع کا حکم رکھتا ہے۔ اس طرح روایات میں ہے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اذان فجر میں "الصلوۃ خیر من النوم" کہتے تھے۔ (سنن ابی داوٗد، کتاب الصلوۃ، باب کیف الاذان)

اور یہ طریقۂ اذان انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔

رات کی اذان میں یہ الفاظ ثابت نہیں، البتہ بعض روایات میں "فی الاولیٰ من الصبح" صبح کی پہلی اذان میں یہ الفاظ کہنے کی تصریح ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ فجر کی دو اذانیں ہیں ایک طلوع فجر کے بعد اور دوسری اقامت الصلوۃ کے وقت جسے عام طور پر اقامت کہا جاتا ہے، اس اقامت کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان سے تعبیر فرمایا ہے، چنانچہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''بین کل اذانین صلوۃ'' (ابوداوٗد)

ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ان دونوں سے مراد اذان عرفی اور اقامت ہے، مختصر یہ ہے کہ "الصلوۃ خیر من النوم" کے الفاظ طلوع فجر کے بعد دی جانے والی اذان میں کہے جائیں، رات کی اذان میں ان الفاظ کی ادائیگی محل نظر ہے۔

نوٹ: ہمارے ہاں رات کی اذان کو اذان تہجد کہا جاتا ہے، یہ درست نہیں بلکہ یہ سحری کی اذان اور تہجد پڑھنے والوں کو واپس بھیجنے کے لئے کہی جاتی ہے تاکہ اگر انہوں نے روزہ رکھنا ہے تو اس کی تیاری کریں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 1 صفحہ: 84